

پرتیا ہوں۔ قرار کے لیے کوئی تاویل مجھے مطلوب نہیں ہے۔

جواب :- جو معاملہ اپنے نگاہ سے وہ ایک نوز ہے ان غلط کاریوں کا جن میں مسلمان شریعت و اخلاق سے دور ہو کر مبتلا ہو گئے ہیں۔ شریعت نے ہر کو عورت کا ایک حق مقرر کیا تھا اور اس کے لیے یہ طریقہ طے کیا تھا کہ عورت اور مرد کے درمیان حنفی رقم طے ہو اس کا ادا کرنا مرد پر واجب ہے۔ لیکن مسلمانوں نے شریعت کے اس طریقہ کو بدل کر ہر کو ایک رسی اور دکھاوے کی چیز بنالیا، اور بڑے بڑے ہر دکھاوے کے لیے باندھنے شروع کیے جن کے ادا کرنے کی ابتدا ہی سے نیت نہیں ہوتی اور جو خاندانی نزاع کی صورت میں عورت اور مرد دونوں کے لیے بلائے جان بن جاتے ہیں۔ اب ان غلطیوں سے بچنے کی سیدھی اور صاف صورت یہ ہے کہ ہر اتنے ہی باندھے جائیں جن کے ادا کرنے کی نیت ہو اور جن کے ادا کرنے پر شوہر قادر ہو۔ پورا ہر وقت ادا کر دیا جائے تو بہتر ہے، ورنہ اس کے لیے ایک مدت کی قرارداد ہونی چاہیے اور آسان قسطوں میں اس کو ادا کر دینا چاہیے۔ اس راستی کے طریقہ کو چھوڑ کر اگر کسی قسم کے حیلے بنائے جائیں گے تو نتیجہ اس کے سوا کچھ نہ ہو گا کہ ایک غلطی سے بچنے کے لیے دس قسم کی اور غلطیاں کی جائیں گی جو شرع کی نگاہ میں بہت بری اور اخلاق کے اعتبار سے بنائیت بدنام ہیں۔ آپ ایسے نکاح میں وکیل یا گواہ کی حیثیت قبول نہ کریں، بلکہ فریقین کو سمجھانے کی کوشش کریں اور اگر نہ مانیں تو ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیں۔ نکاح میں شریک ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے لیکن جھوٹ اور فریب کا گواہ بننا مسلمانوں کے لیے جائز نہیں۔

شرعیات اسلامی کی اسپرٹ

سوال :- ہمارے مقامی خطیب صاحب نے ایک وعظ میں یہ فرمایا ہے کہ اگر کسی ملک میں جبراً گاؤ کشتی بند کر دی جائے تو اس صورت میں ملک کے مسلمان باشندوں پر لازم ہو جاتا ہے کہ وہ اس حکم امتناعی کی خلاف ورزی کریں۔ یہ فتویٰ مجھے کچھ عجیب و غریب سا معلوم ہوتا ہے۔ آخر شریعت نے جن چیزوں کو حلال ٹھہرایا ہے وہ بس حلال ہی تو ہیں، واجب کیسے ہو گئیں، مثلاً اونٹ کا گوشت کھانا حلال ہے، لیکن اگر کوئی اسے نہ کھائے تو وہ مجرم نہیں ہے۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ حالت کے معنی وجوب کے نہیں ہیں۔ آپ فرمائیے

کہ مذکورہ بالا فتویٰ کی حیثیت کیا ہے؟

جواب :- یہ بات تو بہت صحیح ہے کہ جب کسی مباح چیز کو کوئی حکومت یا کوئی طاقت زبردستی حرام قرار دے دے تو اس کی قائم کی ہوئی حرمت کو تسلیم کرنا گناہ ہے اور اس کو توڑ دینا واجب ہے۔ لیکن سمجھ میں نہیں آتا کہ جو حضرات چھوٹے چھوٹے مباحات کے معاملہ میں شریعت کے اس حکم سے واقف ہیں، ان کو یہ یاد کیوں نہیں آتا کہ جس نظام حکومت میں وہ رہتے ہیں اس نے حرام و حلال قرار دینے کے پورے اختیارات اپنے ہاتھ میں لیے ہیں اور ناز و روزہ اور نکاح و طلاق کے چند مسائل کو چھوڑ کر خدا کی پوری شریعت کو منسوخ کر دیا ہے۔ اگر گاوٹ کشی کی مانعت پر گاوٹ کشی مباح کے بجائے فرض ہو جاتی ہے تو پوری شریعت کی منسوخ پر کیا کچھ فرض ہو جاتا ہوگا۔۔۔ یہ ان مولوی صاحب سے پوچھیے!

شریعت اسلامی کی یہ ایک مستقل اسپرٹ ہے کہ وہ زندگی میں اپنا پورا غلبہ بلا شرکت غیر سے چاہتی ہے اور اگر غیر اللہ کا کوئی اقتدار انسانوں پر اپنا دامن پھیلانا چاہتا ہے تو وہ اپنے متبعین کو اس کا باغی دیکھنا چاہتی ہے۔ نہ کہ مطیع و وفا شعار! جس نظام حق کو گائے کی قربانی جیسے معمولی سہلہ نہیں غیر اللہ کی مداخلت گوارا نہیں ہے۔ وہ آخر اسے کیسے برداشت کر سکتا ہے کہ ریاست اور معیشت اور معاشرت کے اہم مسائل میں خدا سے سرکشی کرنے والی کوئی قوت اپنی مرضی کو اللہ کے بندوں پر نافذ کرے۔

شریعت اسلامی کی یہی اسپرٹ ہمیشہ نظام کفر و جاہلیت کے خلاف ارباب حق کو صفت آرا کرتی رہی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشینگونی پوری ہوتی رہی ہے کہ میری امت میں جہاد قیامت تک جاری رہے گا اور نہ کسی عادل کا عدل اسے ختم کر سکے گا، نہ کسی ظالم کا ظلم۔ یہی اسپرٹ ہمیشہ تجدد اسلام کی تحریکوں کی محرک رہی ہے اور اسی نے عالیشان کو ماحول کی فحاشیوں کے آگے جھک جانے سے روکا ہے۔

مگر جہاں یہ اسپرٹ مسلمانوں میں کمزور ہو گئی ہے وہاں انھوں نے اپنی اسلامیت میں کتر بیونت کر کے ہر قسم کے نظام بائے طاغوت کو نہ صرف یہ کہ گوارا کر لیا ہے، بلکہ حد یہ کہ اسے چلانے اور مستحکم رکھنے اور اس کا تحفظ کرنے کی خدمات تک سرانجام دینے کے لیے تادیبیں کرنی ہیں۔

یہ بات خوب اچھی طرح سمجھ لینے کی ہے کہ گاوٹ کشی اگر طاغوت کی روک تھام سے مباح کے بجائے واجب

ہو جاتی ہے تو پھر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے نظام کا قائم کرنا جو پہلے ہی فرض اور بہت بڑا فرض ہے باطل کی طرف سے کسی مزاحمت کے پیدا ہو جانے پر دین کے ہر فرض سے بڑا فرض ہو جاتا ہے اور اس سے چشم پوشی کر کے اگر مسلمان ہزار نفلی عبادتیں بھی کرے تو وہ بے معنی ہیں۔

درحقیقت کسی غیر الہی طاقت کی مداخلت فی الدین چاہے کتنے ہی چھوٹے معاملہ میں ہو۔ مسلمان کے عقیدہ توحید پر براہ راست ضرب لگاتی ہے اور ہر ایسی مداخلت کے معنی یہ ہیں کہ مداخلت کرنے والے نے ایک خاص معاملہ میں اپنی خدائی کا عملی اعلان کر دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس اعلان پر مسلمان کا امن و سکون سے بیٹھے رہنا تک اس کے ایمان کو مشتبہ کر دیتا ہے، کجایہ حال کہ اس اعلان کے علاوہ خود مسلمان ہوں بلکہ دوسروں سے بالجبر اسے سنوانے کے لیے اپنی قوتیں باطل کے ہاتھ فروخت کریں۔

پس اصلی مسئلہ قربانی کاؤکا نہیں ہے، بلکہ عقیدہ توحید کی حفاظت کا سوال ہے اور اس کی حفاظت میں کوتاہی کر کے ہم کس اخروی بہبود کی امیدیں قائم کر سکتے ہیں!

گذاشت

جو حضرات جماعت اسلامی کے بیت المال یا مکتبہ جماعت اسلامی یا دفتر ترجمان القرآن کو اپنی رقمیں بینک کے چیک کی صورت میں بھیجتے ہیں ان سے التماس ہے کہ براہ کرم منی آرڈر یا بیمہ کی صورت میں بھیجا کریں۔ کیونکہ ہمارے کسی دفتر کا حساب بینک میں نہیں ہے اور چیک بھنانے میں ہم کو بہت زحمت اٹھانی پڑتی ہے۔

”ناظم بیت المال“